قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کا آپس میں ربط

تمہید :

قرآن کریم کے مضامین کا آپس میں ایک گہرا ربط ہے اور دراصل قرآن کریم کا اعجاز اور معجزہ ہی یہ ہے کہ اس کے مضامین آپس میں ایک ایسی لڑی کے طور پر منسلک ہیں کہ قرآن کریم پڑھنے والے کے ذہن میں بوریت کا تو خیر شائبہ تک بھی نہیں آسکتا بلکہ اس سمندرِ بے کنار سے بیش بہا موتی نکالنے کے بے شمار مواقع اسے میسر آتے رہتے ہیں۔

ایک اعتراض کا جواب :

بعض لوگ قرآن کریم پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں بار بار ایک ہی بات کو دوہرا یا جاتا ہے یا ایک واقعہ کو بے شمار جگہ پر بیان کیا جارہا ہوتا ہے بلکہ بعض مخصوص آیات ایسی بھی ہیں جو ایک ہی سورۃ میں بار بار بیان کی جارہی ہوتی ہیں۔پھر وہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات پہلے ہونے والے واقعات کو بعد میں رکھا جارہا ہوتا ہے اور بعد کے واقعات کو پہلے بیان کیا جارہا ہوتاہے۔

تو ایسے معترضین کو میں یہ جواب دیتا ہوں کہ کیا کبھی ان لوگوں نے گلاب کے پھول پر بھی اعتراض کیا ہے جس میں ایک ہی قسم کی پتیوں کو بار بار دوہرایا جاتا ہے۔کیا کوئی یہ کہتا ہے کہ صرف ایک پتی کو رہنے دو باقی پتیوں کو نکال کر باہر پھینک دو۔نہیں بلکہ ان میں سے ہر پتی ایک الگ حسن کا شاہکار ہوتی ہے باوجود اس کے کہ وہ تمام پتیاں ایک ہی طرح کی ہیں لیکن کوئی بھی زائد قرار نہیں دی جاتی بلکہ اپنی ذات میں ایک الگ حسن پیدا کررہی ہوتی ہے۔یہی حال قرآن کریم میں بظاہر مکرر آنے والی آیات کا ہے۔یہ تکرار نہیں‌بلکہ ہر دفعہ جب اسی مضمون کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس میں نئے معارف کا بیان مقصود ہوتا ہے اور بعض اوقات جب زمانی ترتیب کا خیال نہیں رکھا جاتا تو کوئی نہ کوئی ایسی ترتیب ضرور ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں وہاں ملحوظ رکھی جارہی ہوتی ہے۔

قرآن کریم کے مضامین کی ترتیب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف تریاق القلوب کے صفحہ نمبر456میں فرماتے ہیں :

"اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ اس بات پر دلیل کیا ہے کہ قرآن شریف میں اول سے آخر تک ظاہری ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے بجز دو چار مقام کے جو بطور شاذونادر ہیں تو یہ ایک سوال ہے کہ خود قرآن شریف پر ایک نظر ڈال کر حل ہوسکتا ہے۔یعنی اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اگر تمام قرآن اول سے آخر تک پڑھ جاؤ تو بجز چند مقامات کے جو بطور شاذو نادر کے ہیں باقی تمام قرآنی مقامات کو ظاہری ترتیب کی ایک زرین زنجیر میں منسلک پاؤگے۔اور جس طرح اس حکیم کے افعال میں ترتیب مشہود ہورہی ہے یہی ترتیب اس کے اقوال میں دیکھو گے۔ "

پھر بعض شاذونادر مقامات کے متعلق فرماتے ہیں : "لیکن یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ یہ چند مقامات بھی خالی از ترتیب ہیں۔بلکہ ان میں بھی ایک معنوی ترتیب ہے جو بیان کرنے کے سلسلہ میں بعض مصالح کی وجہ سے پیش آگئی ہے۔لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ قرآں کریم ظاہری ترتیب کا اشد التزام رکھتا ہے اور ایک بڑا حصہ قرآنی فصاحت اسی سے متعلق ہے۔"

قرآن کریم کی ترتیب پر یقین رکھنا ضروری ہے :

پھر اس شخص کے بارے میں جو قرآن کریم کی ظاہری ترتیب پر یقین رکھتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت بڑی بشارت بیان فرمائی ہے۔آپ اپنی تصنیف تریاق القلوب میں ہی بیان فرماتے ہیں :

"قرآن شریف کی ظاہری ترتیب پر جو شخص دلی یقین رکھتا ہے اس پر صدہا معارف کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور صدہا باریک درباریک نکات تک پہونچنے کیلئے یہ ترتیب اسکو رہنما ہوجاتی ہے اور قرآن دانی کی ایک کنجی اس کے ہاتھ میں آجاتی ہے گویا ترتیب ظاہری کے نشانوں سے قرآن خود اسے بتلاتا جاتا ہے کہ دیکھو میرے اندر یہ خزانے ہیں لیکن جو شخص قرآن کی ظاہری ترتیب سے منکر ہے وہ بلاشبہ قرآن کے باطنی معارف سے بھی بے نصیب ہے۔"

پھر فرماتے ہیں : "جیسے قرآن شریف کا باطن معجزہ ہے ویسے ہی اس کے ظاہر الفاظ اور ترتیب بھی معجزانہ ہے۔"

ایک اعتراض کا جواب :

قرآن کریم کی ترتیب کے متعلق ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ کیوں وہ ترتیب ہی ملحوظ نہ رکھی گئی جو ترتیب قرآن کریم کے نزول کے وقت تھی۔اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں :

" اللہ تعالیٰ کا ہر ایک کام حکمت سے پر ہوتا ہے۔چونکہ نبی کے پہلے مخاطبوں اور بعد میں آنیوالوں کی ضرورتوں میں فرق ہوتا ہے اس لئے قرآن کریم کے نزول کی ترتیب اور تحریر کی ترتیب میں فرق رکھا گیا ہے۔نزول کی ترتیب اور تحریر کی ترتیب میں فرق رکھا گیا ہے۔نزول کی ترتیب ان لوگوں کے حالات کو مدنظر رکھ کر ہے جو قرآن کریم کے پہلے مخاطب تھے اور جمع کی ترتیب ان لوگوں کو مدنظر رکھ کر ہے جو بعد میں آنے والے تھے اب یہ امر ظاہر ہے کہ جب کوئی تشریعی نبی دعویٰ کریگا تو اس وقت اس کی تعلیم یا اس کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا زیرِ بحث نہیں ہوگا کیونکہ نہ تو شروع میں تعلیم مکمل صورت میں لوگوں کے سامنے ہوگی نہ ابھی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آیا ہوگا۔پس شروع زمانہ میں لوگ ان امور پر بحث نہیں کرینگے۔بلکہ سب سے پہلے اس کے ساتھ بحث اس امر پر ہوگی۔ کہ وہ کیسا خدا ہے۔جس کی طرف سے ہونے کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔اس کی کیا صفات ہیں۔اس کی کیا طاقتیں ہیں کیا الہام کوئی حقیقت رکھتا ہے انسان کو الہام کی کیا ضرورت ہے اور اس قسم کے اور سوالات ہونگے۔جن کی طرف لوگ توجہ کرینگے۔پس کلام الٰہی لازماً انہی امور پر مشتمل ہوگا جن کی طرف اس زمانہ کے لوگوں نے توجہ کرنی ہے اور نیز پیشگوئیوں پر جو آئندہ اس کے صدق دعویٰ پر دلیل ہوں اسی طرح شریعت کے بعض ابتدائی مسائل بتائے جائیں گے ۔دوسرا زمانہ ایسا آئیگا۔کہ لوگ اس کے دعویٰ کی حقیقت کو سمجھ کر اس کی مخالفت پر آمادہ ہونگے۔اور اس کی آمد کو عبث قرار دینگے۔اور اس کے عقائد جو وہ خدا تعالیٰ کے متعلق یا ایک مذہبی نظام کے متعلق بیان کرتا ہو۔اسے رد کرینگے۔اور کچھ لوگ مان بھی لینگے۔اس وقت اس امر کی ضرورت ہوگی کہ اس کی آمد کی غرض کو بتایا جائے اور پہلی تاریخ کی شہادت سے اس کے دعویٰ کو سنۃ اللہ کے مطابق بتایا جائے اور عام عقلی دلائل اس کے دعویٰ کی تائید میں بتائے جائیں۔" (تفسیر کبیر جلد سوم ص4تا5)

حروف مقطعات اور ترتیب سور :

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تفسیر کبیر جلد سوم میں مقطعات کے تعلق میں بیان فرماتے ہیں کہ

"میری تحقیق یہ بتاتی ہے کہ جب حروف مقطعات بدلتے ہیں تو مضمون قرآن جدید ہو جاتا ہے اور جب کسی سورت کے پہلے حروف مقطعات استعمال کئے جاتے ہیں تو جس قدر سورتیں اس کے بعد ایسی آتی ہیں جن کے پہلے مقطعات نہیں ہوتے ان میں ایک ہی مضمون ہوتا ہے۔اسی طرح جن سورتوں میں وہی حروف مقطعات دہرائے جاتے ہیں وہ ساری سورتیں مضمون کے لحاظ سے ایک ہی لڑی میں پروئی ہوئی ہوتی ہیں۔"

اس لحاظ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ البقرۃ سے لے کر سورۃ توبہ تک کی سورتوں کو الم کے ذیل میں بیان فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تمام سورتیں ایسی ہیں جن میں علمی نقطہ نگاہ سے بحث کی گئی ہے۔ان کے بعد الر سے شروع ہونے والی سورتیں شروع ہوتی ہیں جو سورۃ یونس سے سورۃ الکھف تک کے مضامین کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور ان کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان میں واقعات کی بحث کی گئی ہے۔

اب میں سب سے پہلے الم سے تعلق رکھنے والی سورتوں کی مختصر تفصیل اور ان سورتوں کا آپس میں ربط بیان کروں گا۔اس ربط کے متعلق ایک بات خیال میں رہے کہ یہ سب باتیں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ، آپ کے خلفاء اور بزرگانِ دین کے اقتباسات کی روشنی میں لکھی ہیں۔ہر جگہ حوالہ بیان نہیں کیا کیونکہ اس سے مضمون میں بہت طوالت پیدا ہونے کا خدشہ تھا۔ان روابط کے بیان میں ایک بڑا حصہ ان نکات پر مشتمل ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے قرآن کریم کے اردو ترجمہ میں تمام سورتوں کے خلاصوں میں بیان فرمائے ہیں۔ان کے علاوہ بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو خاکسار نے مشاہدہ کیں اور ظاہری طور پر اگر کسی سورت کا اس سے گزشتہ سورت یا آئندہ کسی سورت سے ربط دکھائی دیا اس کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ ہرگز حرفِ آخر نہیں اور یقیناً اپنے اندر کئی لحاظ سے سقم لئے ہوئے ہے۔ہاں اس کے ذریعہ سے ایک فائدہ ضرور ہوگا کہ قرآن کریم پر تدبر کرنے اور اس پر غور کرنے کے نئے راستے سامنے آتے رہیں گے۔دوسری بات یہ ہے کہ میں نے صرف ایسی باتیں اپنی طرف سے بیان کی ہیں جو ظاہری طور پر کسی سورت سے ربط ظاہر کرتی تھیں وگرنہ میری ہرگز یہ حیثیت نہیں کہ نبی اور خلفاء کی تفاسیر کے بعد کوئی تفسیری نکتہ اپنی طرف سے بیان کروں کیونکہ قرآن کریم نے خود بیان فرمایا ہے :

لا یمسہ الا المطھرون (الواقعۃ)

جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ حروف مقطعات کی وجہ سے قرآن کریم کے مضامین مستقل طور پر ایک ترتیب اپنے اندر رکھتے ہیں۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو نظر آتا ہے کہ قرآن کریم کے مضامین کو ظاہری طور پر اس لحاظ سے بعض حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

سب سے پہلے سورۃ البقرۃ سے سورۃ توبہ تک کی سورتیں ہیں جو الم کے مقطعات کے تحت آتی ہیں ایک قسم کے مضامین اپنے اندر سموئی ہوئی ہیں اور ان میں مختلف بنیادی امور پر عقلی بحث کی گئی ہے اور اسلام کی بنیادی تعلیم سے دنیا کو روشناس کروایا گیا ہے۔

پھر سورۃ یونس سے لے کر سورۃ الکھف تک کی سورتیں الر کے حروف مقطعات سے متعلق ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے واقعات کے تسلسل میں بحث کی ہے۔ان میں گزشتہ انبیاء کے واقعات کے ذریعہ سے بحث کی گئی ہے اور نقلی اور واقعاتی دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

ان کے بعد کھیعص کے مقطعات آتے ہیں جو سورۃ مریم کے آغاز میں مذکور فرمائے گئے ہیں۔

ان سے اگلی سورۃ طہ سے شروع ہوتی ہے اور سورۃ طہ سے لے کر سورۃ فرقان تک انہی مقطعات کے تحت سورتیں وارد ہوئی ہیں۔

ان کے بعد سورۃ الشعراء طسم سے شروع ہوتی ہے۔یعنی ط تو قائم رہا مگر ہ کی جگہ س اور م نے لے لی۔ اس کے بعد سورۃ نمل صرف طس کے مقطعات سے شروع ہوتی ہے اور اس سے اگلی سورۃ ، سورۃ القصص پھر دوبارہ طسم کے مقطعات سے شروع ہوتی ہے۔

ان کے بعد کی چار سورتیں ایسی ہیں جو دوبارہ سے الم سے شروع کی گئی ہیں جن میں سورۃ العنکبوت ، سورۃ روم ، سورۃ لقمان اور سورۃ السجدۃ شامل ہیں۔ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ سورۃ بقرۃ سے الم کے مخاطب کفار تھے اور یہاں سے الم کے مخاطب مومن ہیں۔ان چار سورتوں کے بعد سورۃ الاحزاب سے سورۃ الفاطر تک کی سورتیں آتی ہیں جو بغیر مقطعات کے ہیں اور دراصل الم کے تحت ہی ہیں۔

ان کے بعد یٰسٓ کے مقطعات آتے ہیں جن کے تحت سورۃ یس اور سورۃ الصفت شامل ہیں۔

ان کے بعد کی سورۃ ص کے مقطعات سے شروع ہوتی ہے جو سورۃ ص ہے اور اس کے بعد سورۃ الزمر بھی اسی کے تحت آئی ہے۔

ان کے بعد حیرت انگیز طور پر سات ایسی سورتیں آتی ہیں جو حٰم سے شروع ہوتی ہیں۔ان سات سورتوں میں سورۃ المؤمن سے سورۃ الاحقاف تک کی سورتیں شامل ہیں۔ان سورتوں میں سے صرف تیسری سورۃ یعنی سورۃ الشوریٰ ایسی سورۃ ہے جس میں حم کے علاوہ عسق کے مقطعات بھی موجود ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ ان سات سورتوں کا کا سورۃ الفاتحہ کی سات آیات سے کوئی نہ کوئی ربط ہے۔ان سورتوں کے بعد سورۃ محمدؐ آتی ہے۔اس سورۃ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ سورۃ گزشتہ تمام سورتوں کا خلاصہ ہے۔ اس کے بعد سورۃ الفتح اور سورۃ الحجرات دو ایسی سورتیں آتی ہیں جو سورۃ محمدؐ ہی کے مضامین کو اپنے اندر سموئے ہوئی ہیں۔لیکن مقطعات کے لحاظ سے یہ تمام سورتیں حٰم ہی کے تحت ہیں۔

پھر سورۃ ق ایسی سورت ہے جس میں حروف مقطعات میں سے ق کا بیان فرمایا ہے گیا۔گویا اس کے بعد کی17سورتیں ق ہی کے مقطعات کے تحت ہیں۔ان کے بعد سورۃ القلم آتی ہے جو مقطعات سے شروع ہونے والی سورتوں میں سے آخری سورۃ ہے جس کی ابتداء خدا تعالیٰ نے ن کے لفظ سے کی ہے۔ن کا حرف حرف مقطعات کے طور پر صرف ایک دفعہ ہی قرآن کریم میں استعمال فرمایا گیا ہے۔سورۃ القلم کے بعد کی 46سورتوں کا اسی سے تعلق ہے۔

☆ سورتوں کا آپس میں ربط :

مختلف سورتوں کے آپس میں ربط معلوم کرنے کے متعلق درج ذیل چار امور کا ضرور خیال رکھنا چاہئے :

اول : ہر سورۃ کے آخری حصہ کا اگلی سورۃ کے پہلے حصہ سے کیا ربط ہے۔اسی طرح اس سورۃ کے پہلے حصہ سے گزشتہ سورۃ کے آخر سے کیا تعلق ہے۔

دوم : مقطعات کے مطابق بھی سورتوں کا آپس میں گہرا ربط پایا جاتا ہے۔اس لحاظ سے بھی غور کرنا چاہئے۔

سوم : مختلف سورتوں میں بیان فرمودہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا بھی آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔اس لحاظ سے تدبر ضروری ہے۔

چہارم : پھر سورتوں کے آپس میں ربط کیلئے ضروری ہے کہ ہم ان سورتوں کا سورۃ الفاتحہ کے مضامین سے تطابق کرکے دیکھیں کیونکہ سورۃ الفاتحہ خلاصہ ہے قرآن کریم کے تمام مضامین کا۔

سورۃ الفاتحہ

سورۃ فاتحہ تمام قرآن کریم کے مضامین کا خلاصہ ہے۔اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"میرے نزدیک اس سورۃ کو فاتحہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو قرآن کریم کے مضامین کیلئے حکم قرار دیا ہے اور جو اخبار غیبیہ اور حقائق ومعارف قرآن مجید میں احسان کرنے والے خدا کی طرف سے بیان کئے گئے ہیں وہ سب اس میں بھر دیئے گئے ہیں۔"(اعجاز المسیح ص70)

پس ضروری ہے کہ ہم اس لحاظ سے بھی قرآن کریم پر غور کریں کہ قرآن کریم کی سورتوں کے مضامین کا سورۃ الفاتحہ سے کیا تعلق ہے۔

سورۃ البقرۃ

سورۃ البقرۃ میں سب سے پہلے متقین کے ذکر کے بعد کفار اور منافقین کا ذکر فرمایا گیا ہے اور خاص طور پر منافقین کی صفات کا بھی تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔گویا قرآن کریم میں جہاں بھی منافقین کا ذکر آیا ہے ان کو خلاصۃً سورۃ البقرۃ میں ذکر کردیا گیا ہے۔منافقین کے ذکر کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے جس میں ان کو جنت سے نکال دیا گیا تھا۔حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر کے بعد پھر اس کے بعد بنی اسرائیل کا تفصیلی ذکر شروع ہوتا ہے جو خاص طور پر بنی اسرائیل کی اس شاخ سے تعلق رکھتا ہے جو یہودی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے انعامات کئے لیکن پھر بھی انہوں نے حضرت موسیٰ ؑکو کئی طرح سے تکالیف دیں تو

بالآخر بنی اسرائیل سے نبوت کو خدا تعالیٰ نے ان کو سزا دینے کی خاطر چھین لیا کہ اب وہ نبوت کے اہل نہیں رہے اور بنی اسماعیل سے نبوت کا آغاز کیا اور ہمارے پیارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مبعوث فرمایا۔اس کے بعد مختلف مذاہب کے انبیاء کا ذکر فرمایا جن میں حضرت موسیٰ ، حضرت عیسیٰ ، حضرت ابراہیم علیہم السلام اور آنحضرت ﷺ شامل ہیں۔آپ ؐکا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ فرمایا گیا جب وہ خانہ کعبہ کی بنیادیں رکھ رہے تھے اور ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ تو ان میں ایک عظیم رسول مبعوث فرما جس کی صفات یہ ہوں کہ وہ ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور اس کی حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ کردے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کے بارے میں حضرت مصلح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے ایک رؤیا کے ذریعہ سے بتایا گیا ہے کہ یہ آیت اس سورۃ کے مضامین کو سمجھنے کیلئے ایک کلید کی حیثیت رکھتی ہے اور پھر فرمایا کہ اسی ترتیب سے سب سے پہلے سورۃ بقرۃ کی آیات 1 تا177تک تلاوت آیات کا ذکر ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں سے پہلا حصہ تھا۔یہ سورۃ بقرہ کا وہی حصہ ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔پھر سورۃ بقرۃ کا دوسرا حصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے مطابق تعلیم آیات اور ان کی حکمت کے ذکر پر مشتمل ہے اور اگر ہم غور کریں تو آیات 177 تا 243تک تمام مضامین تعلیم کتاب اور اس کی تعلیم کی حکمت کے بیان پر مشتمل ہیں جن میں قصاص، صیام ، حج ، قتال ، انفاق فی سبیل اللہ ، نکاح ، طلاق اور نماز کا قیام وغیرہ کے امور بالترتیب بیان ہیں۔پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا تیسرا حصہ تھا کہ وہ ایسا نبی ہو جو ان لوگوں کا تزکیہ کرے جن کی طرف اس کو بھیجا گیا ہو تو ہم دیکھتے ہیں کہ آیات243 تا 287اسی امر پر مشتمل ہے اور اس میں مسلسل انسان کا تزکیہ کا ذکر ہے مثلاً اسی میں وہ آیت بھی شامل ہے جس کو آیت الکرسی کہا گیا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ یہ سورۃ البقرۃ کی چوٹی کی آیت ہے۔اسی طرح اس میں طالوت یعنی حضرت داؤد علیہ السلام اور جالوت کے لشکروں کے آپس میں برسرِ پیکار ہونے کا ذکر ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک مشرک سے جو مباحثہ ہوا وہ بھی انہی آیات میں مذکور ہے۔بعد ازاں انفاق فی سبیل اللہ کا صحیح طریق بتایا گیا اور فرمایا گیا کہ لوگوں کے سامنے بھی خرچ کرو اور چھپا کر بھی خرچ کرو کیونکہ ان دونوں امور میں عظیم الشان حکمتیں پوشیدہ ہیں۔پھر اچھے اور برے خرچ کی مثالیں بھی دے دی گئیں۔پھر

آخر میں مال سے متعلق دو انتہائی اہم امور کا ذکر فرما دیا جن میں سے ایک سود ہے اور اس کے متعلق فرمایا کہ یہ ایسی لعنت ہے جو قوم کے درمیان جنگوں کا باعث بھی بنتی ہے اور قوم کے اقتصادی نظام کو بالکل پاش پاش کر دیتی ہے۔مال کے تعلق میں دوسری چیز قرض ہے جس کا اس سورۃ کے آخر میں ذکر ہے اور اس کی مکمل تفصیلات کا بھی بیان کر دیا گیا ہے۔پس اگر ان تمام امور کا انفرادی اور قومی زندگیوں میں خیال رکھا جائے تو ماحول میں مکمل پاکیزگی پیدا کی جاسکتی ہے اور قوم کا اقتصادی نظام بھی ٹھیک راہوں پر گامزن ہوسکتا ہے۔

اگر ہم سورۃ البقرۃ کا بغور مطالعہ کریں توسورۃ الفاتحہ میں بیان فرمودہ تین گروہوں میں سے پہلے دو گروہوں یعنی منعم علیہ گروہ اور مغضوب علیہ گروہ کا اس سورۃ میں واضح طورپر ذکر نظر آتاہے منعم علیہ گروہ سے مراد مؤمنین کی جماعت ہے اور مغضوب علیہ گروہ سے مراد یہودی ہیں۔

سورۃ آل عمران

اس سورۃ میں سورۃ فاتحہ میں مذکور تیسرے گروہ یعنی ضالین کا خصوصیت سے ذکر ہے اور اس پہلو سے عیسائیت کے آغاز ، حضرت مریم علیہ السلام کی پیدائش اور حضرت عیسیٰ ؑ کی اعجازی پیدائش کا ذکر ملتا ہے۔پھر حضرت عیسیٰ ؑ کے معجزات کا بھی اس رنگ میں اس سورۃ میں ذکر ملتا ہے کہ بائبل پڑھ کر جو غلط فہمیاں انسان کو ان کے معجزات کے متعلق لگ سکتی ہیں ان کا تدارک اس سورۃ میں فرمادیا گیا ہے۔اسی طرح اس سورۃ میں حضرت عیسیٰ ؑ کی طبعی وفات کا متوفیک کے لفظ میں ذکر فرما دیا اور اس سورۃ کے آخر میں وما محمد ؐ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسول کی آیت میں ان کی وفات پر ایک بہت بڑی دلیل بھی امت محمدیہ ؐ کو عطا فرمادی۔اسی طرح اس مباہلہ کا بھی اسی سورۃ میں ذکر ہے جو آنحضرت ﷺ کا نجران کے عیسائیوں سے ہوا اور جس میں ان کو ایک ایسے مسئلہ میں متفق ہونے کی ہدایت کی گئی جو دونوں میں متفق علیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا کسی کو معبود نہ بنایا جائے۔

پھر اسی ضمن میں اس سورۃ میں ایک ایسے مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی بھی کر دی گئی جو آنحضرت ﷺ کی تمام تعلیمات کی پیروی کرنے والا اور ایک امتی کی صورت میں آئے گا۔وہ پیشگوئی اس میثاق النبیین میں مذکور ہے جس میں تمام نبیوں سے (یعنی ان کی قوم سے) یہ عہد لیا گیا ہے کہ اگر تمہارے بعد اللہ تعالیٰ کے ایسے رسول آئیں

جو تمہاری نیک تعلیمات کی تصدیق کرنے والے اور ان پر عمل کرنے والے ہوں تو لازم ہے کہ تمہاری قوم ان کی مدد کرے۔اور یہ میثاق وہ ہے جو سورۃ احزاب کی آیت نمبر8میں بھی مذکور ہے اور وہاں منک کے الفاظ امت محمدیہ میں مسیح موعود کی آمد کی نشاندہی کررہے ہیں۔پھر اس سورۃ میں دیگر امور کے علاوہ مالی قربانی کا فلسفہ بھی بیان ہوا ہے کہ اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ پسند ہو۔

پھر اس سورۃ کے آخر میں بدر کے موقع پر ہونے والی آنحضرت ﷺ کی عظیم الشان فتح کا بھی ذکر ہے جس کے بعد عظیم الشان فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر احد کا بھی ذکر فرمایا گیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں "احد کا بھی ذکر ہے کہ کس طرح حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی کی یاد تازہ کرتے ہوئے صحابہ بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے لیکن رسول اللہ ﷺ کا دامن نہیں چھوڑا۔"

سورۃ آل عمران کے آخر میں مومنوں کی عظیم صفات ان کی دعاؤں اور ان کی دعاؤں کی قبولیت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔جنگ بدر اور جنگ احد کے بعد دعا کے مضمون کا ذکر اس بات کی طرف ذہن کو مبذول کرتا ہے کہ جنگوں میں کامیابی کا دعا کی قبولیت کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور اگر کسی قسم کا کوئی نقصان ہوتا بھی ہے تو وہ انسان کی اپنی کمزوریوں کے باعث ہوتا ہے۔اس مضمون کا تفصیل سے ذکر سورۃ انفال اور سورۃ توبہ میں مذکور جنگ بدر اور جنگ حنین کے ذکر میں آئے گا۔

سورۃ النساء

اس سورۃ کے آغاز میں نفسِ واحدہ سے انسانی پیدائش کے معجزانہ آغاز کا ذکر ملتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا ہے کہ اس میں لفظ آدم کی ایک اور تفسیر بیان فرمائی گئی ہے۔اس طرح اس سورۃ کا سورۃ بقرۃ سے ایک گہرا ربط قائم ہوگیاکیونکہ سورۃ بقرۃ میں آدمؑ کے واقعہ کا تفصیلی ذکر ہے۔اسی طرح سورۃ آل عمران میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو حضرت آدمؑ کی پیدائش سے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل اٰدم کے الفاظ میں مشابہہ قرار دیا گیا ہے پس اس سورۃ کا گزشتہ دونوں سورتوں سے ایک گہرا تعلق ہے جس کا اس کی ابتدائی آیت میں ہی ذکر فرمادیا گیا ہے۔

اسی طرح اس سورۃ کا سورۃ بقرۃ سے ایک اور طرح بھی ربط بن جاتا ہے کہ سورۃ بقرۃ میں قتال اور اس کے نتیجہ میں ملنے والی بیواؤں اور یتیموں کا ذکر تھا اسی طرح سورۃ النساء میں پہلے بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کے انتظام کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد دشمن کے ساتھ ہولناک جنگوں کا ذکر ہے۔پس فرمایا گیا کہ ان مشکلات کا ایک حل یہ ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں کی جائیں لیکن شرط یہ ہے کہ انصاف پر قائم بھی رہا جائے۔

پھر اسی سورۃ میں اسلامی نظام وراثت کے بنیادی اصول اور ان کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔وصیت کی فرضیت کا ذکر سورۃ بقرۃ کی آیات 181تا183 میں کیا گیا تھا۔

ایک اور طرح بھی اس سورۃ کا سورۃ بقرۃ سے ربط ظاہر ہوتا ہے کہ نظام وصیت کے ذکر میں فرمایا گیا من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین۔اس میں وصیت کے ذکر کو پہلے لکھا گیا ہے اور دَین یعنی قرض کے ذکر کو بعد میں رکھا گیا ہے اور اس میں یقینا بہت گہری حکمتیں پوشیدہ ہیں۔اگر ہم سورۃ بقرۃ کے مضامین کو ظاہری طور پر مشاہدہ کریں تو اس میں بھی اسی ترتیب سے یہ دونوں مضمون بیان فرمودہ دکھائی دیں گے۔آیت میں 181میں وصیت کی فرضیت کا ذکر فرمایا گیا تھا اور آیت نمبر279میں قرض کی تمام تر تفصیلات بیان فرمادی گئی تھیں۔

پس قرآن کریم کی تمام سورتوں کا آپس میں بہت گہرا ربط پایا جاتا ہے اور یہی تو وہ اعجاز ہے جس کو قرآن کریم کے معجزہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔پس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان تمام مضامین کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس گروہِ عظیم میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : لایمسہٗ الا المطھرون

سورۃ النساء کی ابتداء میں عورتوں سے نکاح کے متعلق تمام تر امور کا تفصیلی ذکر فرمایا گیا ہے اور اسی طرح نظام وصیت اور وراثت کی تمام تر تفصیلات کا بھی ذکر فرما دیا گیا۔اس کے بعد اس سورۃ کا مضمون منافقین کے حالات کے بیان کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے اپنی ترجمۃ القرآن کلاس میں بیان فرمایا تھا کہ عورتوں اور منافقین کی صفات کا آپس میں کافی حد تک تشابہ ہے۔اسی طرح منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ رضوا ان یکونوا مع الخوالف۔یہاں خوالف کا لفظ بھی اس بات کو تقویت دیتا ہے۔

اس سورۃ کے بارے میں ایک حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سورۃ میں ابتدائی طور پر نکاح اور وصیت کے مسائل اور نظام وراثت کے ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکومتوں کے ملنے کا ذکر ہے اور حکومت کے نتیجہ میں منافقین کا ہونا ایک لازمی امر ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تفصیلی ذکر فرما دیا۔اس کے بعد مجموعی طور پر مسلمانوں کی دشمنوں کے ساتھ بعض ہولناک جنگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔پھر آیت نمبر128 تا130 میں دوبارہ عورتوں کے ذکر کو ویستفتونک عن النساء کے الفاظ سے ذکر فرمایا گیا ہے اور مؤمنین کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنا۔بعد ازاں پھر منافقین کا ذکر فرما کر ان کی مزید صفات کا اجمالی طور پر ذکر فرما گیا ہے مثلاً وہ نمازوں میں سستی دکھاتے ہیں اور یہ کہ وہ اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ ایسا نہیں کرسکتے۔منافقین کا یہ ذکر آیات 138سے لے کر 153تک ہے۔ان کے ذکر کے بعد 154سے 176تک یہودیوں اور عیسائیوں کے غلط عقائد اور ان کے ردّ کا ذکر فرما گیا ہے جن میں سے یہود کا میثاق توڑنا اور عیسائیوں کاعیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنا لینا قابل ذکر ہیں۔پھر اس سورۃ کی آخری آیت میں دوبارہ وراثتی نظام کی طرف مضمون کو مبذول کرکے کلالۃ کا ذکر فرما دیا گیا۔پس قرآن کریم کی ان آیات کی یہ ترتیب حیرت انگیز ہے اور ان میں بہت سے مخفی خزائن موجود ہیں پس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اس سورۃ کے متعلق ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ جن آیات میں مسلمانوں کو حکومتوں کے ملنے اور منافقین کے پیدا ہونے اور جنگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے ان کے معاً پہلے ذکر فرمایا گیا ہے کہ یہ منافقین دراصل حاسدین ہیں اور ایسے ہی حاسدین اس وقت بھی پیدا ہوگئے تھے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے کتاب اور حکمت دی تھی۔فرمایا : ام یحسدون الناس علیٰ ما اٰتٰھم اللہ من فضلہ فقد اٰتینا اٰل ابرٰھیم الکتٰب والحکمۃ واٰتینٰھم ملکاً عظیما فمنھم من اٰمن بہ ومنھم من صد عنہ وکفیٰ بجھنم سعیراً۔حیرت انگیز بات یہ ہے کہ منافقین کے تفصیلی ذکر کے بعد دوبارہ پھر عظیم الشان الفاظ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔فرمایا : ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن واتبع ملۃ ابرٰھیم حنیفا واتخذ اللہ ابرٰھیم خلیلا

سورۃ المائدۃ

اس سورۃ کا واضح طور پر گزشتہ سورۃ سے یہ ایک تعلق نظر آتا ہے کہ گزشتہ سورۃ کے آخر میں بھی عیسائیوں کا ذکر تھا اور اس سورۃ کے آخر میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے معجزات کی حقیقت واضح فرمائی گئی ہے۔ پچھلی سورۃ سے اس کا یہ تعلق بھی ہے کہ گزشتہ سورۃ میں انصاف پر رہنے کی واضح طور پر تعلیم دی گئی تھی لیکن اس سورۃ میں بیان فرما دیا کہ صرف اپنوں سے ہی نہیں بلکہ دشمن قوم سے بھی ہر لحاظ سے انصاف کرو اور اس کے حقوق بھی ادا کرو۔

اس سور ۃ کا گزشتہ تینوں سورتوں سے بھی ایک گہرا ربط بنی اسرائیل کے اس میثاق کے حوالہ سے ہے جو ان سے لیا گیا مگر انہوں نے اس کو پورا نہ کیا اور نقصان اٹھایا یہاں تک کہ ان سے نبوت بھی چھین لی گئی اور وہ فسق وفجور میں پڑ گئے۔بنی اسرائیل کے اس نقض میثاق کا ذکرتینوں سورتوں کی درج ذیل آیات میں آیا ہے : سورۃ بقرۃ کی آیت84، سورۃ آلِ عمران کی آیت188اور سورۃ النساء کی آیت 156۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒاس سورۃ کے خلاصہ میں فرماتے ہیں : "عہد توڑنے کے نتیجہ میں جو خرابیاں یہودونصاریٰ میں پیدا ہوتی رہیںا ن کے پیش نظر اس سورت کے آغاز میں ہی امت محمدیہ ؐکو متنبہ فرمادیا گیا ہے۔"

پھر اس سورۃ کا اس طرح بھی سورۃ بقرۃ سے ایک تعلق ہے کہ اُس میں بھی غذاؤں کی حلت وحرمت کا ذکر گزر چکا ہے لیکن سورۃ المائدۃ میں ایک نئی چیز یہ بیان فرمائی گئی ہے جو اس کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے کہ رزق صرف حلال نہ ہو بلکہ طیب بھی ہونا چاہئے اور صحت افزاء بھی ہو۔

اس سورۃ میں قرآنی تعلیم کے ایک ایسے عدل وانصاف کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو کسی اور الہامی کتاب میں نہیں ملتا اور وہ یہ ہے کہ دیگر مذاہب کے پیرو جو اپنی مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے میں سچے ہوں ، نیک عمل بجالائیں اور آخر پر ایمان لائیں تو ان کو چاہئے کہ وہ اپنے نیک انجام کے بارے میں کوئی غم نہ کریں۔یہی مضمون سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر63میں بھی بیان فرمایا گیا تھا اور سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر112میں یہودیوں اور نصاریٰ کے اس غلط عقیدہ کا بھی ذکر فرما دیا گیا تھا کہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ لن یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً او نصٰرٰی۔پس اسلامی تعلیم ہی حقیقی عدل وانصاف پر مشتمل ہے۔

سورۃ الانعام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے اس سورۃ کے متعلق جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سورۃ میں کئی قسم کے اندھیرو ں کا ذکر ہے۔آج کی سائنس کے ذریعہ سے کئی قسم کے اندھیرے روشنی میں تبدیل کئے جارہے ہیں۔پھر مسلسل انبیاء کی آمد سے نورِ ہدایت نازل ہوتا رہتا ہے۔اسی طرح بند بیجوں اور گٹھلیوں کو پھاڑ کر ان کے اندھیروں میں سے زندگی کے لہلہاتے ہوئے پود ے نکالنے کا ذکر بھی اس سورۃ میں کیا گیا ہے۔اسی طرح آسمان سے انسانوں پر عذاب بھی نازل ہوتے ہیں جن کو ان کے باطن کے اندھیرے کھینچتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس سورۃ کے متعلق فرمایا ہے کہ اس سورۃ میں شرک کی تمام اقسام کا تفصیل سے ذکر موجود ہے اور ان کی تردید میں عقلی دلائل پیش فرمائے گئے ہیں۔اس سورۃ کا گزشتہ سورتوں سے یہ تعلق بنتا ہے کہ گزشتہ سورتوں میں تو یہود ونصاریٰ کے غلط عقائد کی تفصیل سے تردید فرمائی گئی تھی اسی طرح یہ بھی ذکر کیا گیا تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے جب مسلمان یہودیوں کی طرح کی خصلت اختیار کرلیں گے اور یہود کے بالکل مشابہ ہوجائیں گے۔اب اِس سورۃ میں مضمون کو مشرکین کی طرف پھیرا گیا ہے اور ان کے تمام تر غلط افتراؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس ضمن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ان مشرکین سے ہونے والے مباحثہ کا بھی ذکر ہے جس میں انہوں نے وقتی طور پر سورج ، چاند اور ستاروں کو اپنا رب تسلیم کرکے ان کے بے حیثیت ہونے پر دلیل قائم کی تھی۔اس واقعہ کا ضمنی طور پر سورۃ البقرۃ میں بھی ذکر گزر چکا ہے۔پھر اُن مشرکوں کا بھی رد کردیا گیا ہے کہ جو مرنے کے بعد جی اٹھنے کے منکر ہیں اور ان کے اس غلط عقیدہ کی تردید میں بیج کے اگنے کی مثال پیش فرمائی گئی ہے۔اس سورۃ میں مسلمانوں کو یہ نصیحت بھی کی گئی ہے کہ ان مشرکین کے فرضی خداؤں کو ہر گز برا بھلا نہ کہو مبادا وہ تمہارے سچے خدا کو برا کہیں۔بعد ازاں ان مشرکین کا ذکر بھی اسی سورۃ میں موجود ہے جو اپنے زعم کے مطابق مویشی اور کھیتیوں کو اپنے مزعومہ شرکاء کیلئے مخصوص کرلیتے ہیں۔

پھر ہر قسم کے شرک کے خلاف آنحضور ﷺ کا یہ مبارک قول بیان فرمایا گیا ہے : ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شرک سے بیزاری کے تعلق میں یہ قول درج ہے : انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین

سورۃ الاعراف

یہ وہ سورۃ ہے جس کا آغاز حروف مقطعات المصسے ہوتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒبیان فرماتے ہیں :
"اس سورت میں الم پر ص کا اضافہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مضامین پہلی سورتوں میں گز چکے ہیں ان پر بعض اور مضامین کا اضافہ ہونے والا ہے جو اللہ کے صادق ہونے سے تعلق رکھتے ہیں۔" پھر بعض نئے مضامین میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں : "اس سورت میں پہلی سورتوں سے ایک زائد مضمون یہ بیان ہوا ہے کہ صرف وہ لوگ ہی نہیں پوچھے جائیں گے جو انبیاء کا انکار کرتے ہیں بلکہ انبیاء بھی پوچھے جائیں گے۔"اور اس پوچھے جانے کا ایک نمونہ ہم نے سورۃ مائدہ کے آخر میں دیکھا تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ کیا تو نے ان کو حکم دیا تھا کہ میرے بعد مجھے خدا بنا لینا جس کا جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نفی میں دیا۔

اس سورۃ میں جو ص کا اضافہ کیا گیا ہے اس سے مراد یہ بھی ہے کہ سورۃ اعراف میں آنحضور ﷺ کی صداقت کے دلائل دیئے گئے ہیں۔پچھلی سورتوں میں جو گزشتہ اقوام یہود ونصاری اور مشرکوں کے غلط عقائد اور ان کا رد کیا گیا تھا اب سورۃ اعراف میں آنحضرت ﷺ کی صداقت کے دلائل دیئے جائیں گے۔اس طرح اس سورۃ کا پچھلی تمام سورتوں سے ایک گہرا ربط دکھائی دیتا ہے کہ گزشتہ سورتوں میں زیادہ زور غلط عقائد کی تردید پر دیا گیا تھا اور اس سورۃ میں صداقت کے متعلق ثبوت دیئے گئے ہیں۔فاللہ اعلم بالثواب

اس سورۃ کا پچھلی سورۃ یعنی سورۃ انعام سے ایک واضح تعلق یہ ہے کہ اُس سورۃ کے آخر میں یہ آیت گزری ہے : ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین اور اس سورۃ کے شروع میں ہی اس آدم کا ذکر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونکی تو پھر بنی نو انسان کو اس کی اطاعت کا حکم دیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒفرماتے ہیں کہ یہاں آنحضرت ﷺ کا ذکر اس طرح ہے کہ سب سے عظیم الشان سجدہ آپؐ ہی نے کیا تھا جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ذکر ہے جو اس سے پچھلی سورۃ کے آخر میں آئی تھی۔پس یہاں آدم سے مراد آنحضرت ﷺ ہی ہیں جن کی اطاعت کا سب کو حکم دیا گیا کیونکہ یہی وہ وجود ہے جس نے سب زیادہ اطاعت اپنے رب کی کرکے دکھائی ہے۔

پھر اس سورۃ میں آنحضرت ﷺ کا وہ مقام بیان فرمایا گیا ہے جو کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا اور وہ یہ ہے کہ آپ اور آپؐ کے صحابہؓ کو اہل جنت کا ایسا عرفان نصیب تھا کہ وہ اپنی روحانی بلندیوں سے قیامت کے دن ہر روح کو پہچان لیں گے کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیاء میں سے حضرت نوح ، حضرت ہود، حضرت صالح ، حضرت شعیب ، حضرت موسیٰ ، حضرت ہارون علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے کہ ان سب کا فیض محدود تھا لیکن حضرت محمد مصطفی ﷺ ہی وہ نبی ہیں جن کا فیض دائمی اور لامحدود ہے۔فرماتا ہے : قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا(الاعراف)

اسی طرح پھر آپ کی نبوت کی صداقت پر ایک دلیل یہ بھی دے دی کہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل پس یہ سورۃ آنحضرت ﷺ کی نبوت کی صداقت کے دلائل سے بھری پڑی ہے۔

اس سورۃ کے آخر میں یہ ذکر ہے کہ کفار آپؐ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب ہوگی۔اس سورۃ کے بعد سورۃ الانفال آتی ہے جس کے شروع ہی میں جنگ بدر کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔دراصل وہ قیامت جس کے متعلق کفار استفسار کررہے تھے اس کا پہلا ظہور جنگ بدر کی صورت میں ہوا تھا جس کے نتیجہ میں کفر اور شرک کا دور ختم ہوگیا۔

پھر سورۃ اعراف کی آخری سے پہلی آیت میں بکثرت ذکر کرنے اور گڑگڑا کر اور خفیہ طور پر بھی ذکرِالٰہی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔اس کا کامل ظہور جنگ بدر میں ہمیں دکھائی دیا جب آنحضور ﷺ نے خیمہ میں جاکر خوب دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ کو واسطے دیئے کہ اگر یہ لوگ بھی نہ رہے تو پھر دنیا پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔پس جنگ بدر میں مسلمانوں کو جو فتح نصیب ہوئی تھی وہ بھی دراصل آنحضرت ﷺ کی دعاؤں اور خدا کے فضل ہی کا نتیجہ تھا۔

سورۃ الانفال

سورۃ الاعراف میں جو آنحضرت ﷺ کی صداقت کا مضمون شروع کیا گیا تھا اسی مضمون کو سورۃ الانفال میں بھی برقرار رکھا گیا ہے لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سورۃ الاعراف میں عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ کی صداقت پر بحث کی گئی تھی لیکن سورۃ الانفال میں واقعاتی طور پر آپ کی صداقت پر بحث کی گئی ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت جنگِ بدر کا واقعہ ہے۔

اس سورۃ کا سورۃ آل عمران سے ایک گہرا ربط دکھائی دیتا ہے۔سورۃ آل عمران میں جنگ احد کا تفصیلی ذکر تھا اور اس سورۃ میں جنگ بدر کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔اگرچہ وہاں بھی مختصر طور پر جنگ بدر کا ذکر آیا تھا۔سورۃ الانفال کے آغاز میں جنگ بدر کا ذکر کرنے کے بعد ابوجہل کے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد بیت اللہ کے تعلق میں فرمایا کہ اس کے حقیقی والی تو متقیوں کے علاوہ کوئی نہیں۔اس کے بعد غنیمت کے مال کے ذکر کے بعد دوبارہ غزوۂ بدر کا ذکر شروع کیا۔

☆ایک حیرت انگیز بات☆:اس سورۃ میں غزوہ بدر کے ذکر کے فوراً بعد دو آیات (یعنی آیت نمبر 53اور55) کو کدأب اٰل فرعون والذین من قبلھم سے شروع کیا گیا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غزوۂ بدر کا اس مقابلہ سے کوئی گہرا تعلق ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے ہوا۔اسی طرح جب ہم سورۃ آل عمران میں بیان فرمودہ غزوۂ بدر کے ذکر کو دیکھتے ہیں تو وہاں بھی واضح طور پر یہی چیز پاتے ہیں۔سورۃ آل عمران میں غزوۂ بدر کا ذکر آیت نمبر 14میں قد کان لکم اٰیۃ فی فئتین التقتا..... سے شروع کیا گیا ہے اور اس سے پہلے 12نمبر آیت کا آغاز کدأبِ اٰل فرعون والذین من قبلھم ... کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔

پھر اس سورۃ میں غزوۂ بدر کے ذکر کے بعد جہاد کے متعلق عمومی مسائل کا ذکر فرمایا گیا ہے جن میں ایک بات یہ ہے کہ سرحدوں پر گھوڑے باندھو اور اگر ہم سورۃ آل عمران کا مطالعہ کریں تو اس کی آخری آیت کے آخری الفاظ یہ ہیں : وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ اس سورۃ کا سورۃ آل عمران سے کوئی گہرا ربط ضرور ہے۔وہ کیا ربط ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ مومنوں کو جہاد کیلئے ترغیب دیں۔اس کے بعد ان قیدیوں کا بھی ذکر فرمادیا گیا جو جنگ کے بعد ہاتھ آتے ہیں۔پھر سورۃ کا اختتام ہجرت کے ذکر پر ہوتا ہے۔

سورۃ توبۃ

☆ یہ قرآن کریم کی واحد سورۃ ہے جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بغیر شروع ہوتی ہے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر جلد نہم ص3میں بیان فرمایا ہے کہ سورۃ توبہ دراصل مضامین کے لحاظ سے سورۃ الانفال کا ہی حصہ ہے۔فرماتے ہیں : "سورۂ توبہ جو دراصل الگ سورۃ نہیں ہے بلکہ سورۂ انفال کا حصہ ہے۔"

☆ سورۃ توبہ جو ابتدائی سورتوں میں الم سے تعلق رکھنے والی سورتوں میں سے آخری سورۃ ہے اس کا گزشتہ تمام سورتوں سے بھی اس لحاظ سے ایک تعلق ہے۔اس تعلق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒتحریر فرماتے ہیں :

"عہد شکنی کے بدعواقب کا تذکرہ جو سورۃ الفاتحہ سے شروع ہوکر پچھلی تمام سورتوں میں مختلف رنگ میں ملتا ہے اس کا ذکر اس سورت میں موجود ہے۔مگر جس طرح دشمن اپنے عہد توڑتا ہے اور سزائیں پاتا ہے، مومنوں کو بھی تنبیہ ہے کہ انہیں بھی ہرحال میں عہد کی پابندی کرنی ہوگی۔"

☆ اس سورۃ کے آغاز میں مشرکین سے براء ت کا اعلان کیا گیا ہے اور ان کو روحانی لحاظ سے نجس قرار دیا گیا ہے۔ان مشرکین کے ذکر کے فوراً بعد ان مشرکین کا ذکر کیا گیا ہے جو خدا کے بندوں کو خدا بنابیٹھتے ہیں جن میں نصارٰی سرِ فہرست ہیں۔فرماتا ہے : وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النظری المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل ..... اس لحاظ سے سورۃ الانفال میں یہود اور نصاریٰ دونوں کا ذکر بھی کردیا گیا ہے او ر ان دونوں کے مشرکانہ عقائد کی جڑھ مشرکین کو قرار دیا گیا ہے۔

ان مشرکین کے ذکر کے بعد تفصیلی طور پر اس سورۃ میں ان منافقین کا ذکر ہے جو مدینہ میں اور اس کے گردونواح میں رہائش پذیر تھے اور مختلف قسم کی ریشہ دوانیاں کرتے رہتے تھے۔ان منافقین کی غلط حرکات اور فتنوں کا اس سورۃ میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ان غلط حرکات میں سے ایک یہ ہے کہ جب انہیں کہا جائے کہ جہاد کیلئے نکلو تو یہ زمین کی طرف لگ جاتے ہیں۔پھر فرماتا ہے کہ جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو اس میں بھی بہت سستی دکھاتے ہیں۔یعنی نفس اور مال دونوں قسم کے جہاد میں یہ لوگ سستی دکھاتے ہیں۔

پھر ان کا ایک فتنہ یہ ہے کہ جو مومن سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان پر یہ لوگ الزام تراشی کرتے ہیں کہ تم محض دکھاوے کی خاطر یہ خرچ کررہے ہو۔(فرماتا ہے : الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقٰت....) نہ صرف خرچ کرنے والوں پر الزام لگاتے ہیں بلکہ جو لوگ خدا کی راہ میں جہاد کیلئے سخت گرمی میں نکلتے ہیں ان کو کہتے ہیں (لا تنفروا فی الحر....) خلاصہ یہ ہے کہ نفس اور مال کا جو جہاد یہ خود نہیں کرتے ان سے ان مومنوں کو بھی روکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی محبت میں ان دونوں جہادوں میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ایسے پیچھے رہنے والے منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کی مانند ہیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی بن سلول جو منافقین کا سردار تھا اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

پھر اس سورۃ کے آخر میں دو قسم کی مساجد کا ذکر ہے۔ان میں سے ایک مسجد تو وہ ہے جس کی بنیاداول دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی تھی اور وہ مسلمانوں کی مسجد ہے۔مگر دوسری قسم مسجدوں کی وہ ہے جن کی بنیاداول دن سے ہی لوگوں کو تکلیف دینے ، کفر پھیلانے ، مومنوں کے آپس میں پھوٹ ڈالنے اور کمین گاہ کے طور پر استعمال میں لانے پر رکھی گئی تھی۔اس مسجد کا نام مسجد ضرار ہے جس کو گرانے کا حضور ﷺ نے حکم دے دیا تھا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کیلئے دعا کرنے کا ذکر کیا گیا ہے اور ان تین اصحاب کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو جنگِ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ثم تاب علیھم لیتوبوا ان اللہ ھو التواب الرحیم منافقین کے ذکر کے بعد ان تین اصحاب کا یہاں ذکر کرنا بھی یقینا حکمت سے خالی نہیں ہے۔ دراصل لوگوں نے ان کو منافقین میں شمار کرنا شروع کردیا تھا لیکن خدا تعالیٰ چونکہ ان کے دلوں کو خوب جانتا تھا اس لئے اس نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا اور ان کی توبہ کی قبولیت کا ذکر اپنی پیاری کتاب قرآن کریم میں فرمادیا۔

میں نے تو صرف چیدہ چیدہ مضامین کا ذکر کیا ہے وگرنہ یہ سورۃ منافقین کے متعلق تمام مضامین کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

☆ اس سورۃ کا سورۃ الانفال سے ایک گہرا تعلق یہ بھی ہے کہ سورۃ الانفال میں یہ آیت آئی تھی : یایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم

قوم لا یفقھون الٰئن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضَعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصٰبرین

اب سورۃ توبہ میں اس کا ایک عملی مظاہرہ جنگِ حنین کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔جبکہ مسلمانوں کو کفار پر بہت بڑا عددی غلبہ نصیب ہوا تھا اور بعض مسلمان اس زعم میں تھے کہ اب کفار کیسے فتحیاب ہوسکتے ہیں جبکہ ہم تھوڑے بھی تھے تو ان کی عظیم جمعیتوں پر فتحیاب ہوتے رہے ہیں۔ان کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ جب تم تھوڑے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہی فتحیاب ہوتے رہے ہو ، اس لئے اب تمہاری کثرت کا گمان توڑا جارہا ہے لیکن نہایت ہی خطرناک شکست کے بعد دوبارہ تم اسی رسولؐ کی دعاؤں اور صبر وہمت کے نتیجہ میں پھر غالب کئے جاؤگے۔

{ الم سے متعلق گزشتہ سورتوں کا سورۃ الفاتحہ کی سات آیات سے ربط }

☆ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ سورۃ الفاتحہ قرآن کریم کے تمام مضامین کا خلاصہ ہے۔اس لحاظ سے خاکسار نے الم سے تعلق رکھنے والی ابتدائی 8سورتو ں پر غور کیا۔یہ 8سورتیں دراصل 7سورتیں ہیں کیونکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کو سورۃ انفال کا ہی حصہ قرار دیا ہے اور سورۃ الفاتحہ کی بھی 7ہی آیات ہیں۔

سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت : اس لحاظ سے سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم کا تعلق سورۃ البقرۃ سے ہوتااور جب ہم سورۃ البقرۃ پر غور کرتے ہیں تو ظاہری طور پر دو تعلق اس آیت سے اس سورت کے دکھائی دیتے ہیں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے تمام مذاہب کو اسلام پر اکٹھا ہونے کی دعوت دی ہے او رفرمایا ہے کہ خالص اللہ ہی کا ہوجانا دراصل اسلام ہے۔جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے ہر اس انسان کو بھی نجات یافتہ قرار دیا ہے جس تک کسی وجہ سے اسلام کا پیغام نہیں پہنچا اور وہ خدا اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے او ر اپنے ہی مذہب پر صدقِ دل سے قائم ہے۔پس اس سورۃ کا خلاصہ گویا کل لہ قانتون کی صداہے۔

پھر دوسری بات جو اس سورۃ کو بظاہر بسم اللہ الرحمن الرحیم سے متعلق کرتی ہے وہ آیت الکرسی ہے کیونکہ یہ ایک ایسی آیت ہے جسے ہم لفظ اللہ کی کامل تشریح قرار دے سکتے ہیں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی آیت بھی گویا اسی مضمون کی عکاسی کررہی ہے۔

سورۃ الفاتحہ کی دوسری آیت : سورۃ الفاتحہ کی دوسری آیت ہے الحمد للہ رب العٰلمین۔ اس آیت کا خاکسار کو ایک لحاظ سے سورۃ آل عمران سے تعلق نظر آیا۔جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ سورۃ آل عمران سورۃ الفاتحہ میں بیان شدہ تین گروہوں میں سے تیسرے گروہ یعنی ضالین کے گروہ کا تفصیلی ذکر کرتا ہے۔یہ وہ گروہ ہے جو نصاریٰ کہلاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا قرار دیتے ہیں۔اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی الوہیت کی مکمل طور پر تردید کردی ہے۔اللہ تعالیٰ اس سورۃ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے : رسول الی بنی اسرائیل۔یعنی اے نصاریٰ جس انسان کو تم خدا بنائے بیٹھے ہوں وہ تو محض ایک رسول تھا اور جس انسان کو تم تمام جہانوں کا خدا قرار دیتے ہو وہ تو محض دنیا میں بسنے والے چند انسانوں کے ایک گروہ کی طرف مبعوث ہوا تھاپس وہ رب العٰلمین کس طرح ہو سکتا ہے۔پس اس لحاظ سے اس سورۃ کا الحمد للہ رب العٰلمین سے ایک تعلق دکھائی دیتا ہے۔

سورۃ الفاتحہ کی تیسری آیت : سورۃ الفاتحہ کی تیسری آیت الرحمن الرحیم ہے۔بظاہر اس آیت کا سورۃ النساء سے تعلق ہونا چاہئے لیکن خاکسار اس تعلق کو تلاش نہیں کرسکا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم کسی نہ کسی نتیجہ تک پہنچ سکیں آمین۔

سورۃ الفاتحہ کی چوتھی آیت : سورۃ الفاتحہ کی چوتھی آیت ہے ملٰک یوم الدین۔جب ہم الم سے تعلق رکھنے والی سورتوں میں سے چوتھی سورۃ کا مطالعہ کرتے ہیں تو واضح طور پر سورۃ المائدۃ کا اس سورۃ سے تعلق اس آیت میں دکھائی دیتا ہے۔فرماتا ہے : الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ...... الدین کا ایک معنیٰ اسلام بھی ہے۔سورۃ المائدۃ کی اس آیت کریمہ میں یوم کا لفظ بھی مذکور ہے اور دین کا لفظ بھی مذکور ہے اور سورۃ المائدۃ کے مضامین بھی سورۃ الفاتحہ کی اس آیت سے اس سورۃ کا کچھ نہ کچھ ربط ظاہر کرتے ہیں۔اللہ اعلم بالصواب

سورۃ الفاتحہ کی پانچویں آیت : سورۃ الفاتحہ کی پانچویں آیت ہے ایاک نعبد وایاک نستعین۔سورۃ فاتحہ کی یہ آیت سورۃ الانعام سے اس لحاظ سے ایک واضح تعلق رکھتی ہے کہ سورۃ الفاتحہ کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی خالص

عبادت اور اس سے استعانت طلب کرنے کا ذکر ہے اور سورۃ الانعام کا جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے مرکزی مضمون شرک کی تردید اور اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت پر مشتمل ہے جیسا کہ اسی سورۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ آیت موجود ہے : انی وجھت وجھی للذی فطرت السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔اسی طرح آنحضرت ﷺ کی عبادتِ الٰہی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ گواہی موجود ہے : ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔

سورۃ الفاتحہ کی چھٹی آیت : سورۃ الفاتحہ کی چھٹی آیت اھدنا الصراط المستقیم ہے۔اس آیت کا سورۃ الاعراف سے بعض لحاظ سے تعلق دکھائی دیتا ہے۔ایک تو یہ کہ سورۃ الفاتحہ کی اس آیت میں لفظ صراط کا پہلا حرف ص ہے اور سورۃ الاعراف میں الم کے مقطعات کے ساتھ ہی ص کا اضافہ ہے۔یعنی یہ سورۃ المص کے مقطعات سے شروع ہوتی ہے۔

پھر ایک تعلق اس سورۃ کا سورۃ الفاتحہ کی اس آیت سے یہ دکھائی دیتا ہے کہ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ اس سورۃ کا مرکزی مضمون خدا تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کے دلائل پر مشتمل ہے پس یہی دراصل صراط مستقیم ہے۔

اسی طرح اس سورۃ کے شروع میں شیطان ایک قول خدا تعالیٰ نے درج فرمایا ہے جس میں صراط مستقیم کا لفظ بھی موجود ہے اور شیطان کا اس میں یہ دعویٰ مذکور ہے کہ میں انسان کے سامنے صراط مستقیم سے آؤں گا اور اس کو بہکانے کی کوشش کروں گا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم۔

سورۃ الفاتحہ کی ساتویں آیت : سورۃ الفاتحہ کی آخری آیت ہے صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضالین۔(اٰمین)۔اس آیت کا سورۃ الانفال اور سورۃ التوبۃ سے تعلق واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔سورۃ الفاتحہ کی اس آیت میں بھی صراط کا لفظ مذکور ہے اور جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ سورۃ الانفال بھی دراصل سورۃ الاعراف ہی کے مضمون کو آگے بڑھاتا ہے یعنی آنحضرت ﷺ کی صداقت کے دلائل۔فرق صرف یہ ہے کہ سورۃ الاعراف میں عقلی اور نقلی دلائل دیئے گئے تھے اور سورۃ الانفال میں واقعاتی معجزات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ کی اس آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین گروہوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک گروہ منعم علیہ لوگوں کا گروہ ہے۔وہ یقینا آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کی جماعت ہے۔ان کا سورۃ الانفال اور سورۃ توبہ میں جنگ بدر کے تعلق میں تفصیلی ذکر موجود ہے۔سورۃ توبہ میں دو گروہوں مشرکین اور منافقین کا تفصیلی ذکر ہے۔منافقین کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا ہے کہ یہ ضالین کا گروہ ہے۔

آپؓسورۃ البقرۃ کی آیت نمبر9 کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں : "اب ضالین کا ذکر ہے یعنی ان لوگوں کا جو کہ گمراہی میں ہیں۔منافق بھی چونکہ ڈھل مل یقین ہوتا ہے کبھی ادھر اور کبھی ادھر۔صراط مستقیم پر اس کا قدم نہیں ہوتا اس لئے وہ بھی ضالؔ یعنی گمراہ ہوتا ہے۔"

پس میں نے کوشش کی ہے کہ ان ابتدائی سورتوں کا کچھ نہ کچھ تعلق سورۃ الفاتحہ کی سات آیات سے بیان کیا جائے۔اس تشریح میں ضرور بہت سی غلطیاں ہونگی لیکن ایک بات قطعی ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ کلام ضرور اپنے اندر گہری ترتیب رکھتا ہے یہ اور بات ہے کہ ہم جیسے کم فہم ، روحانیت سے عاری اور کثیف ذہن رکھنے والوں کو اس ترتیب کا صحیح فہم بخشا جائے۔یہ تو محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر منحصر ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن کریم پر گہرا تدبر کرنے اور پھر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین